بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصاراللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815016879, E-Mail : ansarullah@qadian.in

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23؍اپریل 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (یوکے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج مَیں حضرت عمر بن خطابؓ کا ذکر کروں گا۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ بنو عدی بن کعب بن لُؤَی سے تھا۔ آپؓ کے والد کا نام خطاب بن نفیل جبکہ والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم تھا۔ حضرت عمرؓ کی تاریخِ پیدائش کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں مثلاً ایک رائے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ بڑی جنگِ فجار سے چار سال قبل یا دوسری رائے کے مطابق چار سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ ایک روایت میں آپؓ کا سنِ ولادت عام الفیل 570 عیسوی کے تیرہ سال بعد یعنی 583ء بیان کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے 6؍نبوی میں 26 برس کی عمر میں اسلام قبول کیا یوں آپؓ کا سنِ ولادت 590ء بنتا ہے۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ تب پیدا ہوئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکیس سال کے تھے۔ حضرت عمرؓ کی کنیت ابوحفص تھی۔

ایک مرتبہ حضرت ابنِ عباس نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپؓ کا لقب فاروق کس طرح رکھا گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مَیں حضرت حمزہؓ کے اسلام قبول کرنے اور مسجد حرام میں ابوجہل کو کمان مار کر زخمی کرنے کے تیسرے دن باہر نکلا۔ راستے میں بنو مخزوم کے ایک شخص سے عِلم ہوا کہ میری بہن اور بہنوئی نے اسلام قبول کرلیا ہے جس پر مَیں اپنی بہن کے گھر گیا جہاں مجھے کچھ پڑھے جانے کی سرگوشیاں سنائی دیں۔ مَیں اندر داخل ہوا اور وہاں بات بڑھ

جانے پر مَیں نے اپنے بہنوئی کا سر پکڑ لیا اور اس کو مار مار کر لہولہان کر دیا۔ایک روایت میں بہن کے زخمی ہونے کا بھی ذکر ملتا ہے۔حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ خون بہتا دیکھ کر مجھے شرمندگی ہوئی، مَیں بیٹھ گیا اور کہا مجھے وہ کتاب دکھاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔میری بہن نے کہا کہ پہلے تم غسل کرو۔جب مَیں نے غسل کیا تو انہوں نے وہ صحیفہ میرے لیے نکالا یہ سورۂ طٰہٰ کی آیات 2 تا 9 تھیں جن کی عظمت کا میرے دل پر بڑا اثر ہوا۔مَیں فوراً وہاں سے دارِارقم گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر مَیں نے اسلام قبول کر لیا جس پر تمام صحابہ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا جسے اہلِ مکّہ نے سنا۔اس کے بعد ہم دو صفوں میں ہو کر مسجدِ حرام میں داخل ہوئے۔ایک صف میں مَیں تھا جبکہ دوسری صف میں حمزہ۔جب قریش نے مجھے اور حمزہ کو دیکھا تو انہیں ایسا شدید دکھ اور تکلیف پہنچی کہ ایسی تکلیف پہلے کبھی نہیں پہنچی تھی۔اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام 'فاروق' یعنی حق اور باطل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے والا رکھا۔روایت کے مطابق حضرت عمرؓ دارِارقم میں اسلام قبول کرنے والے آخری شخص تھے۔

گھڑسواری اور کُشتی کے ماہر، دراز قد اور مضبوط جسم والے حضرت عمرؓ قریش کے اُن سترہ آدمیوں میں سے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔قبولِ اسلام سے پیشتر قریش کی طرف سے سفارت کا عُہدہ آپؓ کے سپرد تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو اسلام سے شدید دشمنی تھی لیکن اُن میں روحانی قابلیت بھی موجود تھی۔باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو تکالیف پہنچانے کے ان کے اندر جذبۂ رقت بھی موجود تھا۔چنانچہ ہجرتِ حبشہ کی رات، اندھیرے میں حضرت عمرؓ مکّہ کا چکّر لگا رہے تھے کہ ایک صحابیہ کو سفر کی تیاری کر کے کہیں جاتے دیکھا۔دریافت کرنے پر اُن صحابیہ نے کہا کہ عمرؓ! ہم اس لیے وطن چھوڑ کر جا رہے ہیں کہ تم اور تمہارے بھائی ہمارا یہاں رہنا پسند نہیں کرتے اور ہمیں خدائے واحد کی عبادت کرنے میں یہاں آزادی میسر نہیں۔یہ جواب سُن کر حضرت عمرؓ پر رقت کا ایسا جذبہ آیا کہ آپؓ نے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور کہا اچھا جاؤ! خدا تمہارا حافظ ہو۔

حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ دعا بھی کی تھی کہ اے اللہ! ان دو اشخاص یعنی ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے اپنے زیادہ محبوب شخص کے ذریعے اسلام کو عزت عطا کر۔ذوالحجہ 6 نبوی میں جب حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت مکّے میں مسلمان مَردوں کی تعداد چالیس تھی۔آپؓ کے قبولِ اسلام کے موقعے پر حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے کہا کہ اے محمدؐ! عمر کے اسلام لانے سے

آسمان والے بھی خوش ہیں۔

حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کی وجہ بننے والے متعدد واقعات وروایات کتب حدیث اور سیرت میں مذکور ہیں۔ ایک روایت کے مطابق ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے والے شخص کے لیے بہت بڑے انعام کا اعلان کیا تو حضرت عمرؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے ننگی تلوار لے کر نکلے۔ راستے میں حضرت عمرؓ نے ایک بچھڑا ذبح ہوتے دیکھا اور اس کے پیٹ میں سے یہ آواز سنی کہ اے آلِ ذَرِیح! ذریح اس بچھڑے کا نام تھا۔ ایک پکارنے والا اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی کی طرف بلا رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے سوچا کہ یہ تو میری طرف اشارہ ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر یہ روایت صحیح ہے تو لگتا ہے کوئی کشفی نظارہ تھا جو آپؓ نے وہاں اس وقت دیکھا۔

ایک دوسری روایت اس طرح بیان کی جاتی ہے ایک رات مسجدِ حرام میں حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کو نماز میں مشغول دیکھا۔ آنحضور ﷺ سورۂ رحمٰن کی تلاوت فرمارہے تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب مَیں نے قرآن کریم سنا تو میرا دل اس کی وجہ سے پگھل گیا اور میں رو پڑا اور اسلام میرے اندر داخل ہو گیا۔

ایسی ہی ایک روایت میں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات میری بہن کو دردِ زہ اٹھا تو مَیں دعا کرنے کے لیے کعبہ کے پردوں سے لپٹ گیا۔ اس وقت حضرت عمرؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں تلاوت کرتے سنا۔ اس کلام نے آپؓ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے جانے لگے تو آپؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: اے عمرؓ! تم مجھے نہ رات کو چھوڑتے ہو نہ دن کو۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ ڈر گئے کہ کہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے بددعا نہ کریں چنانچہ آپؓ نے فوراً کلمۂ شہادت پڑھ لیا۔

ایک اَور روایت میں آپؓ کے قبولِ اسلام کا یوں ذکر ملتا ہے کہ ایک دن آپؓ نے حضور ﷺ کو سورۃ الحاقہ کی تلاوت کرتے سنا تو قرآن کریم کی بناوٹ اور ترکیب سے متعجب ہو کر سوچا کہ بخدا! یہ تو کسی شاعر کا کلام ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں نے یہ سوچا تو آپؐ نے یہ آیات پڑھیں کہ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ...... یعنی یقیناً یہ عزت والے رسول کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کی بات نہیں۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اس پر مَیں نے سوچا کہ یہ تو کاہن یعنی جادوگر ہے تو آنحضور ﷺ نے یہ پڑھا کہ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ یعنی یہ

کسی کاہن کا قول نہیں، بہت تھوڑا ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت سے اسلام میرے دل میں گھر کر گیا۔

حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام سے متعلق روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ تاریخ و سیرت کی کتب میں مختلف روایات ملتی ہیں، ان روایتوں کو جنہوں نے بھی صحت پر سمجھا ہے بیان کی ہیں۔ ہم تو اسی روایت کو صحیح مانتے ہیں جو بہن اور بہنوئی کے گھر والا معاملہ تھا اور پھر وہاں سے آپؓ دارِ ارقم گئے۔ عین ممکن ہے کہ مذکورہ تمام روایات اپنی جگہ درست ہوں جن سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مختلف مواقع پر حضرت عمرؓ کے دل میں تبدیلی کے واقعات ہوتے رہے اور آخری واقعہ وہی ہوا جب بہن کے گھر میں قرآن کریم سنا اور اسلام قبول کرنے کے لیے دربارِ رسالت میں حاضر ہو گئے۔

خطبے کے آخری حصّے میں حضرت عمرؓ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

مکرم احمد محمد عثمان شبوتی صاحب صدر جماعت احمدیہ یمن جو 9/اپریل کو 87 سال کی عمر میں مصر میں وفات پا گئے، مکرم قریشی ذکاء اللہ صاحب اکاؤنٹنٹ دفتر جلسہ سالانہ۔ یہ بھی 9/اپریل کو 87 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے، مکرم ملک خالق داد صاحب کینیڈا جو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے، مکرم محمد سلیم صابر صاحب کارکن نظارت امورِ عامہ۔ آپ 27/مارچ کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے، محترمہ نعیمہ لطیف صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب آف امریکہ۔ مرحومہ 10/مارچ کو وفات پا گئی تھیں اور محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد شریف صاحب آف کینیڈا۔ مرحومہ 11/مارچ کو 80 برس کی عمر میں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لیے دعا کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رحمکم اللّٰہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔